ہندوستان میں انگریزوں کے مفادات اور ان کے اصل محافظ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍فروری ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں پاکستان کی حکومت کی طرف سے شائع کردہ مزعومہ قرطاس ابیض میں سے ایک الزام کے متعلق ذکر کیا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں کہ جدید محققین نے ثابت کر دیا ہے کہ احمدیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے جو برطانوی سلطنت کے مفادات کے تحفظ کی خاطر لگایا گیا تھا۔ اس الزام کے پہلے حصہ کا جواب میں نے گزشتہ خطبہ میں دیا تھا اور بتایا تھا کہ خود کاشتہ پودے کی حقیقت کیا ہے، کون خود کاشتہ پودا ہے اور جدید محققین کیا چیز ہیں اور یہ بھی ثابت کیا تھا کہ جہاں تک مفادات کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کے اپنے مفادات تھے ہی نہیں جو انگریزوں سے وابستہ ہوں نہ کبھی وابستہ رہے نہ آئندہ کبھی وابستہ ہوں گے لیکن جہاں تک انگریزوں کے مفادات کا تعلق ہے جماعت احمدیہ سے کیسے وابستہ ہیں اور جماعت اُن مفادات کی حفاظت کیسے کر رہی ہے اور اگر جماعت احمدیہ سے انگریزوں کے مفاد وابستہ نہیں تو کون لوگ ہیں جن سے انگریزوں کے مفادات وابستہ ہیں یا یوں کہئے کہ استعماری طاقتوں کے مفادات کن لوگوں سے وابستہ ہیں اس کے متعلق مَیں آج احباب کو مخاطب کروں گا۔

سب سے پہلی بات جو تحقیق طلب ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں انگریز کے مفادات کیا

تھے؟ ظاہر بات ہے کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کے استحکام سے بڑھ کر انگریزی حکومت کا اَور کوئی مفاد نہ تھا اور بجائے اس کے کہ خود اندازہ لگایا جائے کہ انگریزی حکومت کے مفادات کیا تھے کیوں نہ انگریزوں کی حکومت سے وابستہ ان کے سرکردہ لوگوں کی اپنی زبان میں اُن کے مفادات کا میں آپ کے سامنے ذکر کروں کیونکہ انگریزوں کے مفادات تو بہرحال انگریز ہی بہتر جانتے تھے۔ انگریزوں کے مفادات تو بہرحال وہی لوگ بہتر جانتے تھے جن کا انگریزی حکومت سے تعلق تھا اور وہ طاقت کے سرچشمہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آج کے احرار یا کل کے احرار کو کیا پتہ کہ انگریز کے مفادات کیا تھے۔ پس جب تک خود انگریز سے نہ پوچھا جائے ان کے مفادات کے متعلق ہم کچھ نہیں جان سکتے۔

چنانچہ لارڈ لارنس بہت معروف آدمی ہیں ہندوستان کے وائسرائے بھی رہے ہیں انگلستان کی خدمات بجالانے میں ان کی شخصیت بہت نمایاں ہے چنانچہ لارڈ لارنس کی زندگی سے متعلق ایک کتاب Lord Laurence's Life کے نام سے بہت مشہور ہے اس کی دوسری جلد صفحہ نمبر 313 پر ان کے کچھ خیالات کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے:

''لارڈ لارنس نے کہا: کوئی چیز بھی ہماری سلطنت کے استحکام کا اس امر سے زیادہ موجب نہیں ہوسکتی کہ ہم عیسائیت کو ہندوستان میں پھیلا دیں''

پنجاب میں جہاں قادیان واقع ہے اور جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اسلام کی دفاعی جنگیں لڑنے کی خاطر مامور فرمایا وہاں کے لیفٹننٹ گورنر سرڈونلڈ میکلوڈ اس بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''میں اپنے اس یقین کا بھی اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم سرزمین ہند میں اپنی سلطنت کا تحفظ چاہتے ہیں تو ہمیں انتہائی کوشش کرنی چاہئے کہ یہ ملک عیسائی ہو جائے''

(The Mission by R.Clark p.47, London 1904)

اسی طرح اُس زمانہ کے وزیر ہند سرچارلس وُڈ نے یہ اعلان کیا:

''میرا ایمان ہے کہ ہر وہ نیا عیسائی جو ہندوستان میں عیسائیت قبول کرتا ہے، انگلستان کے ساتھ ایک نیا رابطہ اتحاد بنتا ہے اور ایمپائر کے استحکام

کے لئے ایک نیا ذریعہ ہے'' (The Mission p.234)

یہ 1862ء کی بات ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے عنفوان شباب کے دن تھے۔ 1862ء ہی میں لارڈ پامرسٹن وزیر اعظم انگلستان نے اس بارہ میں اپنے خیال کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

''میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب اپنے مقصد میں متحد ہیں یہ ہمارا فرض ہی نہیں، بلکہ خود ہمارا مفاد بھی اس امر سے وابستہ ہے کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کو جہاں تک ہو سکے فروغ دیں اور ہندوستان کے کونے کونے میں اس کو پھیلائیں''

(The Mission, p.234)

پس یہ تھے انگریزی حکومت کے مفادات ہندوستان میں جن کے متعلق آج یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ مفادات جماعت احمدیہ کے سپرد کئے گئے کہ وہ ان انگریزی مفادات کی حفاظت کریں۔ حالانکہ یہ وہ دور ہے جس میں بڑی تیزی کے ساتھ ہندوستان میں شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک عیسائی مشنریوں کا ایک جال پھیلا دیا گیا تھا۔ یہ وہ دور ہے جبکہ مسلمانوں کی دفاعی قوت بالکل ختم ہو چکی تھی اور کوئی نہیں تھا جو مسلمانوں کی طرف سے عیسائیت سے ٹکّر لے اور ان پادریوں کے دجل کا پردہ چاک کر سکے۔ یہ وہ دور تھا جبکہ بڑے بڑے معزز خاندان حتی کہ بعض سید زادے اور بڑے بڑے علماء اور سجادہ نشین اور پیر فقیر بھی حلقہ بگوش عیسائیت ہو رہے تھے اور اسلام کے خلاف نہایت گندی کتابیں لکھنے لگے تھے۔ یہ وہ دور تھا جبکہ پادری فنڈر نے نیز پادری عماد الدین اور بعض دوسرے عیسائی پادریوں نے جو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیت قبول کر چکے تھے (مثلاً مولوی حمید اللہ خان، مولوی عبداللہ بیگ، مولوی حسام الدین بمبئی، مولوی قاضی صفدر علی اور مولوی عبدالرحمٰن وغیرہ) اسلام کے خلاف اتنی گندی کتابیں شائع کیں اور بانی اسلامؐ کے خلاف ایسا خوفناک زہر اُگلا کہ جس نے بعض ہندو اخبارات (مثلاً شمس الاخبار، لکھنوء ۱۵ را کتوبر ۱۸۷۵ء جلد نمبر ۵) کو بھی یہ لکھنے پر مجبور کر دیا کہ ایک غدر تو 1857ء کا تھا اب اگر اِس دور میں کوئی غدر ہوا تو وہ ان پادریوں کے ان گندے حملوں کا نتیجہ میں رونما ہوگا جو یہ لوگ اسلام پر کر رہے ہیں مثلاً امّہات المؤمنین کے نام سے ایک انتہائی دل آزار اور گندی کتاب شائع ہوئی جس میں آنحضرت ﷺ اور آپؐ کی ازواج مطہرات

کے خلاف گندے اتہامات لگائے گئے ہیں۔اس کے مصنف ہیں ڈاکٹر احمد شاہ شائق سابق میڈیکل آفیسر لیہ۔لداخ ملک تبت خورد اور یہ کتاب پرشوتم داس عیسائی نے گوجرانوالہ شعلہ پریس سے شائع کی۔

اس دور کے بارہ میں اسلام کے اِن نام نہاد مجاہدین اسلام کو یہ عجیب وغریب بات سوجھی ہے کہ عیسائیت اور **انگریزی سلطنت کے مفاد کی حفاظت کا الزام ایک ایسے شخص پر عائد کرتے ہیں جس نے انگریزوں کے خدا ہی کو مار دیا اور جس نے عیسائیت کی بنیادوں پر ایسے حملے کئے کہ عیسائیت کو اپنی جان چھڑانی ممکن نہ رہی**۔ کیا یہ ترکیب ہے احمدیت کے دشمنوں کے نزدیک انگریزی حکومت کی جس سے اس عظیم مفاد کی حفاظت اور عیسائیت کے فروغ کی توقع کی گئی تھی اور جس سے عیسائی حکومت کی جڑیں مضبوط ہونے اور استحکام حاصل ہونے کی انگریز کو امید تھی؟ کیا ان اغراض کے لئے انگریزوں نے اپنے ہاتھ سے ایک ایسا پودا لگایا جس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اُن کے خدا کے مزعومہ اکلوتے بیٹے ہی کے متعلق یہ اعلان کر دیا کہ وہ طبعی وفات پا چکے ہیں اور اس طرح صلیب کو توڑ کر پارہ پارہ کر دیا اور پھر عیسائیت کے خلاف ایک ایسا عظیم جہاد شروع کیا کہ وہ صرف ہندوستان ہی میں نہیں رہا۔ وہ تمام دنیا میں پھیلتا چلا گیا اور آج تک پھیلتا چلا جارہا ہے۔ حیرت کی بات ہے کوئی نہیں جو عقل سے کام لے اور اس الزام پر غور کرے تو معلوم ہو کہ اس کا احمدیت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں لیکن عقل سے کام لیں تو معلوم ہو، یہ الزام تو خالی دماغوں کی پیداوار ہے۔۔۔ آخر اتنی سی بات تو سوچ لینی چاہئے کہ ہم جو بات کہہ رہے ہیں اُس سے نتیجہ کیا نکلتا ہے۔۔۔ انگریز نے اپنے مفاد کی حفاظت کی خاطر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کھڑا کیا اور انہوں نے کام یہ کیا کہ انگریزی مذہب پر حملے شروع کر دیئے، انگریزی سلطنت کے مفادات جن چیزوں سے وابستہ تھے اُن کا قلع قمع شروع کر دیا۔ انگریز تو ایک بہت ہی گہری چال چلنے والا حکمران تھا، وہ سیاست کو خوب سمجھتا تھا۔ وہ نہ صرف اپنے مفادات ہی سے پوری طرح آگاہ تھا بلکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ان کو کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزوں نے اپنی (Diplomacy) ڈپلومیسی اور ہوشیاری کے ذریعہ دنیا کے اکثر ممالک پر قبضہ کر لیا تھا اور یہ وہ زمانہ تھا جب انگریزوں کے اقتدار کا سورج نصف النہار پر تھا۔ چنانچہ یہ کہا جاتا تھا کہ انگریزی حکومت اتنی وسیع ہے کہ اس پر سورج غروب

نہیں ہوتا۔ مشرق سے مغرب تک 24 گھنٹے میں ایک بھی لمحہ ایسا نہیں آتا تھا جب کہ اُن پر سورج غروب ہو رہا ہو۔ سیاسی چالوں میں ایسی ہوشیار قوم کی طرف ایسا لغو خیال منسوب کرنا ایک ایسی بات ہے جس کا عقل سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کیا فرما رہے تھے اور دنیا کو کس زبان میں مخاطب کر رہے تھے اور اہل اسلام کو کس طرح جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہے تھے۔ ایک طرف لندن سے یہ آواز اٹھ رہی تھی کہ انگریزوں کے مفادات اس بات سے وابستہ ہیں کہ ہندوستان میں عیسائیت کو جتنی جلد ہو سکے پھیلا دیا جائے تو دوسری طرف قادیان کی ایک چھوٹی سے بستی سے خفتگان اہل اسلام کو جگانے کے لئے یہ صور پھونکا جا رہا تھا کہ:

> ’’دیکھو اے غافلو دیکھو! کہ اسلامی عمارت کو مسمار کرنے کے لئے کس درجہ کی یہ کوشش کر رہے ہیں اور کس کثرت سے ایسے وسائل مہیا کئے گئے ہیں اور اُن کے پھیلانے میں اپنی جانوں کو بھی خطرہ میں ڈال کر اور اپنے مال کو پانی کی طرح بہا کر وہ کوششیں کی ہیں کہ انسانی طاقتوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے اور پاکیزگی کے برخلاف منصوبے اس راہ میں ختم کئے گئے اور سچائی اور ایمانداری کے اُڑانے کے لئے طرح طرح کی سرنگیں طیار کی گئیں اور اسلام کے مٹا دینے کے لئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتیں نہایت درجہ کی جان کاہی سے پیدا کی گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لہذا اس بات پر قطع اور یقین کرنا چاہئے کہ وہ مسیح دجال جو گرجا سے نکلنے والا ہے یہی لوگ ہیں جن کے سحر کے مقابل پر معجزہ کی ضرورت تھی۔ اور اگر انکار ہے تو پھر زمانہ گذشتہ کے دجّالین میں سے ان کی نظیر پیش کرو‘‘۔
>
> (ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶۵۔۳۶۶)

یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے عیسائی مذہب کو دجّالیت قرار دیا اور عیسائیت پر بڑے شدید حملے کئے اور یہ اُس زمانہ کی بات ہے جب انگلستان سے یہ آواز اُٹھ رہی تھی کہ صرف ہندوستان ہی میں نہیں ہم نے مشرق سے مغرب تک

صلیب گاڑ دینی ہے۔اور بعض آوازیں تو یہاں تک بلند ہو رہی تھیں کہ افریقہ سے چلیں گے اور مکہ تک پہنچیں گے اور اس وقت تک چین نہیں لیں گے جب تک صلیب کا جھنڈا مسجد حرام پر گاڑ نہ دیں۔اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کون تھا جو ان کو دجال قرار دے رہا تھا، وہ کون تھا جس نے عیسائیت کا قلع قمع کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگا رکھی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے جو عیسائیت کے خلاف جس طرح بھی ممکن ہو سکا سینہ سپر ہو گئے ورنہ علماء میں سے تو کئی عیسائی ہو کر اور اسلام کو ترک کر کے عیسائیت کی تائید میں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف نہایت ہی ناپاک حملے کر رہے تھے۔ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے جو عیسائیت پر کاری ضربیں لگا رہے تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

> ’’خوب یاد رکھو کہ بجز موتِ مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اُس کو زندہ سمجھا جائے اُس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۷)

اسی طرح آپ نے سالانہ جلسہ قادیان میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

> ’’وفات مسیح اور حیاتِ اسلام یہ دونوں مقاصد باہم بہت بڑا تعلق رکھتے ہیں۔اور وفاتِ مسیح کا مسئلہ اِس زمانہ میں حیاتِ اسلام کے لئے ضروری ہو گیا ہے‘‘

پھر فرماتے ہیں:

> ’’حیات مسیح سے جو فتنہ پیدا ہوا ہے وہ بہت بڑھ گیا ہے ۔۔۔۔۔ حضرت عیسیٰؑ کی حیات اوائل میں تو صرف ایک غلطی کا رنگ رکھتی تھی مگر آج یہ غلطی ایک اژدھا بن گئی ہے جو اسلام کو نگلنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔اسلام تنزل کی حالت میں ہے اور عیسائیت کا یہی ہتھیار حیات مسیح ہے جس کو لے کر وہ اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی ذریت عیسائیوں کا شکار ہو رہی ہے ۔۔۔۔۔اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب مسلمانوں کو متنبہ کیا جاوے‘‘۔
>
> (ملفوظات جلد چہارم ص ۶۲۶۔۶۳۲)

پھر فرمایا کہ:

''تم عیسیٰؑ کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے ایسا ہی عیسیٰ موسوی کی بجائے عیسیٰ محمدی آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۹۴ حاشیہ)

پھر آپ عربی کلام میں فرماتے ہیں:

وَقَدْ جَآءَ يَوْمُ اللّٰهِ فَالْيَوْمَ رَبُّنَا
يُدَقِّقُ اَجْزَاءَ الصَّلِيْبِ وَيَكْسِرُ

یقیناً اب خدائی جنگوں کا دن آ گیا ہے پس آج ہمارا رب صلیب کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد ۷ ص ۷۹)

وَ اَبْغِيْ مِنَ الْمَوْلٰى نَعِيْماً يَّسُرُّنِيْ
وَمَا هُوَ اِلَّا فِي الصَّلِيْبِ يُكَسَّرُ

میری ایک ہی خواہش اور مراد ہے جس پر میری خوشی موقوف ہے اور وہ خواہش یہ ہے کہ صلیب پارہ پارہ ہو جائے۔

(اعجاز احمدی روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۸۲)

پھر آپ فرماتے ہیں:

وَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ اُكَسِّرَنَّ صَلِيْبَكُمْ
وَلَوْ مُزِّقَتْ ذَرَّاتُ جِسْمِيْ وَ اُكْسَرُ

اور اے عیسائیو! خدا کی قسم میں تمہاری صلیب کو پارہ پارہ کر کے رہوں گا خواہ اس راہ میں میرے جسم کی دھجیاں اڑ جائیں اور میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاؤں۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد ۷ ص ۷۹)

یہ ہے اسلام کا وہ بطل جلیل جسے گویا ان نادانوں کے نزدیک انگریز نے خود اپنی سلطنت کے استحکام اور مفادات کی حفاظت کی خاطر کھڑا کیا تھا درآنحالیکہ وہ جس صلیب کو توڑنے کے درپے

تھا اس زمانہ کے علماء عیسائیوں کی تائید اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقابلہ کر رہے تھے۔ چنانچہ شدید مخالفتوں کے وقت جب کہ ایک طرف عیسائیت اور دوسری طرف اسلام کا جھگڑا تھا، ایک طرف بڑے بڑے عیسائی پادری تھے اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے جو اسلام کے جرنیل کے طور پر اسلام کی تائید میں عیسائیوں سے ٹکر لے رہے تھے۔ ایسے نازک وقت میں بھی احمدیت کے مخالف علماء کا یہ کردار رہا ہے کہ جب کبھی انہیں موقع ملتا تو وہ ہرگز عیسائی مناظرین کی تائید سے گریز نہ کرتے ۔۔۔ چنانچہ امرتسر میں ڈاکٹر ہنری کلارک کے ساتھ جو مشہور مباحثہ ہوا تو اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ اس بات سے ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

> ”ایک مجمل پیغام مجھ کو امرتسر سے پہنچا کہ بعض مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس مباحثہ میں اگر مسیح کی وفات حیات کے بارہ میں بحث ہوتی تو ہم اس وقت ضرور ڈاکٹر کلارک صاحب کے ساتھ شامل ہو جاتے۔ لہذا عام طور پر شیخ جی اور اُن کے دوسرے رفیقوں کو اطلاع دی جاتی ہے (شیخ جی سے مراد اہل حدیث کے مشہور مولوی محمد حسین صاحب ہیں۔ ناقل) بلکہ قسم دی جاتی ہے کہ یہ بخار بھی نکال لو“۔ (سچائی کا اظہار، روحانی خزائن جلد نمبر ۶ ص ۷۴)

بہر حال یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے جو ایک طرف عیسائیوں سے برسر پیکار تھے اور صلیبی عقائد پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے جبکہ دوسری طرف مسلمان علماء تھے جو آج احمدیوں کو گردن زدنی سمجھتے ہیں اور جھوٹے الزام لگا رہے ہیں کہ انگریز کی حمایت کے لئے کھڑے ہوئے تھے لیکن اُس وقت ان کا کردار اسلام کی پشت پر خنجر گھونپنے کے مترادف تھا۔ وہ بڑی شدومد کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ قرار دے رہے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کو بار بار مباح قرار دے رہے تھے اور بڑے فخر کے ساتھ اعلان کرتے پھرتے تھے کہ انہوں نے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس شخص کے خلاف شدید مخالفت اور نفرت کی ایک آگ لگا دی ہے اور صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ کہتے تھے مکہ اور مدینہ کے علاوہ عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس شخص کے خلاف نفرت اور عناد اور بُغض کی فضا پیدا کر دی ہے کہ کیوں اِس نے

مسیح علیہ السلام کی موت کا اعلان کیا ہے۔غرض مسیح کی موت کا یہی اعلان تھا جس نے برصغیر میں آپ کی مخالفت کی آگ بھڑکا دی۔تو کون تھا انگریز کا حمایتی،ان کے خدا کو زندہ کرنے والا یا اُن کے خدا کو مارنے والا؟ اتنی چھوٹی اور معمولی سی بات بھی جن عقلوں میں نہ آئے ان عقلوں کے متعلق انسان کیا کہہ سکتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنے کے لئے مجھے بھیجا۔اب کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں۔میں بے وقت نہیں آیا،مَیں اُس وقت آیا کہ جب اسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا۔۔۔۔۔۔۔بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔یاد رکھو وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا اب وہ زمانہ آ گیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربیؐ جس کو گالیاں دی گئیں جس کے نام کی بے عزتی کی گئی،جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں۔وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد۲۲ ص ۲۸۶)

پھر فرماتے ہیں:

’’سو بہت ہی خوب ہوا کہ عیسائیوں کا خدا فوت ہو گیا اور یہ حملہ ایک برچھی کے حملہ سے کم نہیں جو اس عاجز نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہو کر ان دجّال سیرت لوگوں پر کیا ہے جن کو پاک چیزیں دی گئی تھیں مگر انہوں نے ساتھ اس کے پلید چیزیں ملا دیں اور وہ کام کیا جو دجّال کو کرنا چاہئے تھا‘‘۔ (ازالہ اوہام،روحانی خزائن جلد۳ ص ۳۶۱۔۳۶۲)

غرض یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں اعلان ہے کہ میں نے صلیب کو توڑ دیا اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کے جو مخالفین ہیں جو بیرونی نظر سے آپ کو دیکھ رہے ہیں کیا اُن کے نزدیک بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حربہ کامیاب رہا یا نہیں۔اور کیا مسیح علیہ

السلام کا طبعی وفات پا جانے کا اعلان کر کے آپ نے عیسائیت کی کمر توڑ دی یا نہیں اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو میں انہی علماء کا ایک حوالہ پڑھتا ہوں جو نہ صرف یہ کہ احمدی نہیں بلکہ احمدیوں کے شدید مخالف گروہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن یہ وہ زمانہ تھا جبکہ علماء میں حق کا کچھ پاس موجود تھا اور بعض حق بات کہنے پر مجبور ہو جایا کرتے تھے۔ چنانچہ انہی علماء میں سے مولوی نور محمد صاحب نقش بندی چشتی ہیں جنہوں نے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ترجمہ معانی القرآن قرآن کریم کا ایک طویل دیباچہ لکھا ہے وہ اس دیباچہ کے صفحہ 30 پر رقم طراز ہیں:

’’اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدہ کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا (دیکھئے یہ ہے انگریز کا مفاد! پتہ نہیں کتنے لاکھ روپیہ اُس زمانہ میں انہوں نے خرچ کیا اور بہت بڑا پہلوان تیار کر کے ہندوستان بھیجا اور اُس نے مسلمان علماء کے نزدیک وہ کام کر دکھائے کہ سارے ہندوستان میں تلاطم برپا کر دیا۔ ناقل)

حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے (وہ بیچارے مولوی صاحب ہیں اس لئے مولوی کہہ رہے ہیں مگر اپنی طرف سے احتراماً کہہ رہے ہیں اس میں غصہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ اُس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام کچھ نہ کچھ ادب سے لینے والے لوگ بھی موجود تھے ہر قوم میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ حق پرست بھی ہوتے ہیں چنانچہ مولانا نور محمد صاحب نقش بندی کا میں احترام کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں) مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں

پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو پیچھا چھُڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک تمام پادریوں کو شکست دے دی‘‘۔

(دیباچہ ترجمہ معانی القرآن از مولانا تھانوی ص ۳۰)

یہ ہے انگریزوں کا مفاد جو جماعت احمدیہ سے وابستہ تھا۔ اگر یہی مفاد ہے تو پھر آپ لوگ بھی اس مفاد میں جماعت احمدیہ کی مدد کیوں نہیں کرتے کیونکہ اس سے انگریز کا نہیں اسلام کا مفاد وابستہ ہے۔ اس سے عیسائیت کا نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپؐ کے دین کا مفاد وابستہ ہے۔ چنانچہ یہ بات جو آج کے مولوی کو سمجھ نہیں آ رہی یہ تو کل کے ہندو کو بھی سمجھ آ رہی تھی۔ وہ اس معاملہ میں مولویوں سے زیادہ عقل مند تھا اور سمجھتا تھا کہ احمدیت کی حقیقت کیا ہے اور یہ کس مقصد کی خاطر قائم ہوئی ہے اگرچہ احمدیت کی مخالفت میں اس نے ہندو اخبار میں اداریہ لکھا ہے جس سے میں ایک اقتباس لے رہا ہوں اور اس میں اُس نے ہندوؤں کو احمدیوں کے خلاف متنبہ کرنے کی خاطر یہ اداریہ لکھا ہے اور بتایا ہے کہ جن کو تم معمولی سمجھ رہے ہو وہ تو بڑی بلا ہیں یہ تمہارے لئے مصیبت کا ایک پہاڑ بن جائیں گی لیکن ذہین آدمی سمجھتا ہے کہ احمدیت کی حقیقت کیا ہے اس لئے احمدیت کی گذشتہ تاریخ پر نظر ڈال کر اور اس کا جو ردّعمل عیسائی دُنیا میں ہوا ہے اس کو مدّنظر رکھ کر لکھتا ہے:

’’آج سے تیس چالیس سال پہلے پیچھے ہٹ جایئے جبکہ یہ جماعت اپنی ابتدائی حالت میں تھی اور دیکھئے اس زمانہ میں ہندو اور مسلمان دونوں اس جماعت کو کس قدر حقیر اور بے حقیقت سمجھتے تھے۔۔۔۔ مگر واقعات یہ کہہ رہے ہیں کہ ان پر ہنسی اڑانے والے خود بے عقل اور احمق تھے۔ اس بارے میں عیسائی مشنریوں نے نہایت عقل مندی سے کام لیا۔ احمدیوں نے ابھی یورپ اور امریکہ میں قدم رکھا ہی تھا کہ تمام پادری اُن کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے‘‘۔ (اخبار تیج دہلی ۲۵/ جولائی ۱۹۲۷ء)

رہا عیسائی دنیا کا معاملہ تو دیکھنا یہ ہے کہ اس میں احمدیت کس طرح متعارف ہوئی اسلام کے خلاف ایک خوفناک تحریک کے طور پر جیسا کہ معاندین احمدیت پروپیگنڈہ کرتے ہیں یا اس کے

برعکس عیسائیت کے خلاف ایک خوفناک تحریک کے طور پر یہ کہانی بھی جدید اور قدیم عیسائی محققین ہی کی زبان سے سُنئے۔

متفرق حوالے اس وقت میرے سامنے ہیں جن کو میں نے تاریخی لحاظ سے مرتب نہیں کیا لیکن احباب کی دلچسپی کی خاطر اور یہ سمجھانے کے لئے کہ تحریک احمدیت کی اصل حقیقت کیا ہے اور اس کے مقاصد کیا ہیں مَیں بعض عیسائی مفکّرین کی زبان میں احمدیت کے بارہ میں اُن کے اس تاثر کو پیش کرتا ہوں جو انہوں نے احمدیت سے ٹکّر لینے کے بعد قائم کیا۔ اسلام کے دفاع میں احمدیت کی طرف سے دندان شکن کارروائی کو محسوس کرتے ہوئے مختلف عیسائی چرچوں کے ایک کمیشن نے 1969ء میں ایک رپورٹ شائع کی۔ یہ کمیشن تحریک احمدیت کے بارہ میں غور کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا اس کمیشن کے ایک ممبر Bertil Weberg کہتے ہیں:

> ’’عیسیٰ (علیہ السلام) کے ابن اللہ ہونے کے سلسلہ میں جو اعتراضات احمدیت کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اُن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ احمدیہ جماعت عیسائیت کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتی ہے۔ عیسائیت نے جو عالمگیر مذہب کی حیثیت اختیار کر رکھی ہے احمدیہ جماعت سب سے زیادہ اس کے درپے ہے اور چاہتی ہے کہ اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت واپس لائی جائے یعنی وہ عظمت جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد سے لے کر ایک سو سال تک اسلام کو حاصل تھی جب کہ یہ مذہب بحرالکاہل کے اردگرد کے ملکوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہا تھا اور یورپ میں بھی کافی دُور تک پہنچ گیا تھا۔ دعویٰ تو بہت بڑا ہے لیکن مستقبل ہی بتا سکے گا کہ اس میں کامیابی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ احمدیہ جماعت نے اب تک جو تبلیغی کوششیں کی ہیں اُن سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے دعاوی کی پُشت پر عمل کی طاقت موجود ہے یہ ہے باعمل اسلام‘‘۔

(Report on Christian Churches, Scandinavia 1969 Herbert Gotts Chalk)

یہ ایک یوروپین عیسائی مفکر ہیں اور پادری ہیں انہوں نے تو جماعت احمدیہ کی پشت پر ایک عمل کی طاقت دیکھی ہے ان کو انگریز کی کوئی طاقت نظر نہیں آئی لیکن اگر وہ عارف باللہ بھی ہوتے اور اُن کو روحانیت کی آنکھ بھی نصیب ہوتی تو وہ احمدیت کی پُشت پر صرف ایک عمل کی طاقت نہ دیکھتے بلکہ ان کو احمدیت کی پشت پر ایک قادر مطلق عظیم خدا کی طاقت نظر آتی جس نے اپنے ہاتھ سے احمدیت کا پودا قادیان میں لگایا تھا۔ یہ وہ پودا ہے جسے کسی اَور ہاتھ نے لگایا نہ کسی اَور ہاتھ کی یہ مجال ہے کہ وہ اس پودے کو اکھاڑ سکے۔ اس پودے کو لگانے والا بھی خدا تھا اور اس کو زندہ اور قائم رکھنے والا اور اس کو نشو ونما دینے والا بھی ہمارا زندہ خدا ہے۔

ایک اور عیسائی مصنف کا اعتراف بھی سنئے ۔ وہ اپنی کتاب ویلٹ بیویگینڈ ے ماخٹ اسلامز (Welt Bewe Gende Macht Islam) میں لکھتے ہیں:

’’ آج اسلام عقائد کی اشاعت کے لئے تلوار استعمال نہیں کر رہا۔ مقدس جنگ کا رخ صرف باقی استعماری طاقتوں کی طرف ہے لیکن امن پسند جماعت احمدیہ کرۂ ارض کے تقریباً تمام ممالک میں تبلیغی مہمات میں مصروف ہے۔۔۔۔۔

یہی جماعت ہے جو مسیحیوں کو حلقہ اسلام میں کھینچ لانے کے لئے پر زور تبلیغ کر رہی ہے۔ ہم نے قبل ازیں مسلمانوں کے اندر مسیحیت کی تبلیغ میں مشکلات کا ذکر کیا ہے اب اس جماعت کی تبلیغی مساعی کا ہدف خود مسیحیت بن گئی ہے۔ اس جماعت نے یورپ، امریکہ، افریقہ، ایشیا اور آسٹریلیا کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مشنوں کے قیام کے ذریعہ مسیحی دنیا میں ایک رخنہ، خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو ڈال دیا ہے۔ یہ جماعت موثر پروپیگنڈہ کا نظام رکھتی ہے۔ تقاریر کی جاتی ہیں۔ اخبارات شائع کئے جاتے ہیں اور ریڈیو کو اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے‘‘۔

اسی طرح ایک جرمن مستشرق پروفیسر کیلر ہال (Keeler hall) نے جماعت احمدیہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

''جماعت احمدیہ کی مثال بالکل مختلف ہے۔ اسے موجودہ دور کی ایک تبلیغی تحریک کہا جاسکتا ہے۔ یہ خود اپنے دعوے کے مطابق سچے اور اصل اسلام کو تمام دنیا میں پھر سے قائم کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ اور اسے آخری آسمانی تعلیم کے طور پر پھیلانے میں کوشاں ہے۔ احمدیت عالم اسلام میں وہ پہلی غیر معمولی تحریک ہے جو ایک باقاعدہ نظام کے ماتحت غیر مسلم ممالک میں تبلیغی جدوجہد کر رہی ہے۔ وہ مسیحی مشنوں کی طرح اپنے باقاعدہ تیار کئے ہوئے مبلّغ بھیجتی ہے، سکول جاری کرتی ہے اور کتب اور رسائل کی مدد سے اسلام کو پھیلانے اور لوگوں کو مسلمان بنانے میں سرگرم عمل ہے''۔

ہالینڈ کے ایک مشہور پادری مشرق بعید کے دورہ پر جاتے ہوئے قادیان بھی ٹھہرے۔ یہ ڈچ پادری، جن کا نام ڈاکٹر کریمر ہے۔ وہ جماعت کی تنظیم اور جذبہ تبلیغ دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ بعد میں انہوں نے ''مسلم ورلڈ'' اپریل 1931ء میں اپنے تأثرات جن الفاظ میں شائع کئے۔ جو آج مجاہدین اسلام بن بیٹھے ہیں اور احمدیت کو غدار کہہ رہے ہیں وہ ذرا دیکھیں تو سہی کہ احمدیوں کے متعلق عیسائیوں کے کیا تاثرات تھے جو اسلام کے مدمقابل لڑ رہے تھے اور آج کیا تاثرات ہیں؟ چنانچہ پادری کریمر کے الفاظ میں ملاحظہ کریں پادری صاحب لکھتے ہیں:

''ہندوستانی مسلمانوں پر عام طور پر مایوسی کا عالم طاری ہے برخلاف اس کے جماعت احمدیہ میں نئی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ جماعت قابل توجہ ہے۔ یہ لوگ اپنی تمام توجہ اور طاقت تبلیغ اسلام پر خرچ کر رہے ہیں اور سیاست میں حصہ نہیں لیتے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان جس حکومت کے ماتحت ہو اس سے وفادار رہے۔ اور وہ صرف اس بات کی پرواہ کرتے ہیں کہ کون سی حکومت کے ماتحت ان کو تبلیغ اسلام کے مواقع اور سہولتیں حاصل ہیں۔ اور وہ اسلام کو ایک مذہبی گروہ یا سیاسی نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ اس کو محض صداقت اور خالص حق سمجھ کر تبلیغ کے لئے کوشاں ہیں اس لحاظ سے یہ جماعت فی زمانہ مسلمانوں کی نہایت عجیب جماعت ہے اور مسلمانوں میں

صرف یہی ایک جماعت ہے جس کا واحد مقصد تبلیغ اسلام ہے۔
اس جماعت کا اثر اس کے اعداد و شمار سے بہت زیادہ وسیع ہے۔
مذہب میں ان کا طرز استعمال بہت سے تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اختیار کر لیا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں میں رہتے ہوئے احمدیوں کا علم کلام عقلاً ماننا پڑتا ہے''

یہ باہر کی آزاد دنیا کے تأثرات ہیں۔ یہ اس دنیا کے تاثرات ہیں جو جانتی تھی کہ مذہبی جنگوں میں آج کیا ہو رہا ہے۔ یہ اس دنیا کے تاثرات ہیں جو جماعت کے متعلق بھی جانتی ہے اور اس کے مخالفین کے متعلق بھی جانتی ہے جو اپنی ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں بنا کر دنیا کے حالات سے یکسر غافل اندھیروں میں بیٹھے ہوئے ہیں جو سوءظن سے کام لینے والے ہیں جن کو دنیا کا کوئی علم نہیں ان کو یہ پتہ ہی نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ تو بیٹھے یہ الزام تراشی کر رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ انگریز کا لگایا ہوا پودا تھا جو اِس غرض سے قائم کیا گیا کہ انگریزی حکومت کے مفادات کا تحفظ کرے۔

ہالینڈ میں جب جماعت احمدیہ کا مشن قائم ہوا تو وہاں کا ایک کیتھولک اخبار جو M.66 کہلاتا ہے اُس نے بھی جماعت کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا۔ لیکن اس کی رائے بیان کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ اس نے یہ اظہار کیوں کیا اسے اس کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہالینڈ میں مشن کے قیام کے دوران ایک صاحب ڈاکٹر ھیوبن (Houben) نے جماعت کے خلاف الزام تراشی کا ایک نہایت ہی خطرناک سلسلہ شروع کر دیا اور عالم عیسائیت کو بیدار کیا اور متنبہ کیا کہ یہ جماعت ایک انتہائی خطرناک جماعت ہے اس سے بچ کے رہو اور اس سے بچنے کی حکمت عملی بھی ان کو بتائی اور وہ حکمت عملی یہ تھی کہ مسلمان تو ان کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے اس لئے ان کا علاج یہ ہے کہ ان کو غیر مسلم کہا جائے کہ تم ہوتے کون ہو اسلام کی نمائندگی کرنے والے؟ تمہارا اسلام سے تعلق ہی کیا ہے اور خود اسلام کے متعلق انہوں نے لکھا کہ یہ تو کوئی طاقت ہی نہیں رہی۔ یہ تو ایک خوابیدہ چیز ہے اور جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے یہ تو مسلمان ہی نہیں ان سے تو واسطہ ہی توڑ لینا چاہئے، ساری دنیا کو یہ سوچنا چاہئے اور کہنا چاہئے کہ یہ غیر مسلم ہیں لہذا ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پس یہ وہ ترکیب تھی جسے کل ایک انگریز نے ایجاد کیا یا یورپ نے اختیار کیا اور آج مسلمان اس کو استعمال کر رہے ہیں۔ چنانچہ جب ڈاکٹر ھیو بن نے احمدیت کے خلاف الزامات شائع کئے اور نئی حکمت عملی پیش کی تو باوجود اس کے کہ M.66 ایک کیتھولک اخبار تھا پھر بھی وہ حق بات کہنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے ڈاکٹر ھیو بن کو مخاطب کر کے لکھا:

''پروفیسر ڈاکٹر ھیو بن کا اسلام کے متعلق یہ لکھنا کہ وہ ایک جابر اور قہار خدا کا تصور پیش کرتا ہے (اس لئے یہ بے معنی ہے۔ یہ ایک ایسے خدا کا تصور پیش کرتا ہے جو ماضی کے قصّے بن کر رہ گئے ہیں۔ آج کی دنیا میں کوئی معقول آدمی ایسے جابر اور قہار خدا کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے جہاں تک عقل کا تعلق ہے، جہاں تک دلائل کا تعلق ہے اسلام ایک مردہ قوت بن گیا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اخبار لکھتا ہے) سراسر مغالطہ انگیز ہے اور یہ کہنا کہ اسلام میں تجدید و احیاء کی قوت کا فقدان ہے، دور از حقیقت ہے۔ کیونکہ خود جماعت احمدیہ تجدید و احیاء اسلام کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ اور شاید اسی لئے وہ عیسائی علماء کے لئے خوف و ہراس کا باعث بنی ہوئی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا پروفیسر ڈاکٹر کیمپس (Camps) نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا تھا اور اس جماعت کی طرف سے ہوشیار رہنے کی طرف توجہ دلائی تھی''

پھر اخبار لکھتا ہے:

''احمدیت اسلام کی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل ہے مگر یہ اسلام کی ایک ایسی ہی صورت ہے جو اسلام کی نمائندگی کرنے کا پورا پورا حق رکھتی ہے۔ اس تحریک کو یقیناً مخالف خیالات رکھنے والے مسلمانوں کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مگر یہ مخالفت کرنے والے علمی رنگ میں بات کرنے سے تہی اور کیتھولک ذہنیت ہی کے مظہر نظر آتے ہیں جو اپنے خیالات سے اختلاف رکھنے والوں کو کافر اور دائرہ مذہب سے خارج قرار دیتے ہیں''۔

یہ اخبار کا تجزیہ ہے، خود کیتھولک ہے لیکن بڑی سچی بات کہہ گیا ہے اور کہتا ہے کہ اے

احمدیوں کے مخالفو! تمہارا تو ہمارے والا حال ہے جس طرح ہم لوگ بے حوصلہ اور تنگ نظر ہیں اور اپنے ہر مخالف کو کافر سمجھتے اور دائرہ عیسائیت سے خارج قرار دے دیتے ہیں تم یہی معاملہ احمدیوں کے ساتھ کررہے ہو۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ دراصل عیسائی دنیا ہی ہے جس نے احمدیت کے خلاف یہ لقمے آج کے مسلمان علماء کے منہ میں ڈالے ہیں اور یہ انہی کی سکھائی ہوئی ترکیبیں ہیں۔

چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر ھیوبن کے اُس آرٹیکل میں جس کا اخبار نے ذکر کیا ہے یہ بات بڑی واضح طور پر پیش کی گئی ہے۔ ایک طرف وہ کہتا ہے کہ اسلام معاذ اللہ ایک مردہ مذہب ہے، اسلام صرف تلوار کا مذہب تھا اسلام میں اب تلوار نہیں رہی اس لئے اسلام کی طاقت اس زمانہ میں چل ہی نہیں سکتی۔ دوسری طرف وہ احمدیوں پر متعدد اعتراض کرتا ہے اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ کو خطرناک بھی قرار دیتا چلا جاتا ہے اور ساتھ یہ بھی کہتا چلا جاتا ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں کی نمائندہ ہی نہیں کہلا سکتی اس لئے عالم اسلام اس کو اس لئے ردّ کردے گا کہ یہ مسلمان نہیں ہے اور عیسائیت اس لئے اس سے صرف نظر کرے گی کہ یہ جماعت اسلام کی نمائندہ ہی نہیں لہذا اسے اسلام کے دفاع کا حق ہی کیا ہے۔ چنانچہ انہی خیالات نے ایک باقاعدہ سازش کی صورت اختیار کی اور عیسائیت کا احمدیت کے مخالف علماء سے گٹھ جوڑ ہوا ہے اور عیسائیوں کے ایماء ہی پر احمدیوں کے خلاف جب تحریک اٹھی تو اس وقت دلی سے چھپنے والے ایک ہفت روزہ نے ایسے ایک گٹھ جوڑ کا انکشاف کیا تھا جدید اردو رپورٹر بمبئی نے اپنی ۲۰؍دسمبر ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

> ’’آج سے دس سال قبل دہلی کے ہفت روزہ اخبار ’’نئی دنیا‘‘ نے مندرجہ ذیل انکشاف کیا: چونکہ قادیانی (یا بقول خود احمدی) مبلغ یورپ اور افریقہ میں عیسائیت کا زور توڑنے میں لگے ہوئے ہیں اور مشنری ان کے مقابلے میں عاجز آچکے ہیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں ان کا (یعنی عیسائی مشنریوں کا۔ ناقل) بڑا ہاتھ ہے۔ عیسائی مشنری چاہتے ہیں کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانی فرقے کو اس قدر کمزور کردیا جائے کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ رہے۔ عیسائی مشنری اپنے سرمائے کے زور سے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں

چلتا کہ اُن کے نیچے سازش کا بارود بچھانے والا کون ہے۔۔۔۔‘‘

(نئی دنیا دہلی 26 جون 1974ء)

اس انکشاف پر تبصرہ کرتے ہوئے خود روز نامہ جدید اردو رپورٹر لکھتا ہے:

’’یہ عجیب بات ہے کہ جماعت احمدیہ یورپ یا افریقہ میں جب کوئی تبلیغ کا اہم کام سرانجام دے رہی ہوتی ہے تو پاکستان میں عیسائی دنیا خود مسلمانوں کے ہاتھوں جماعت احمدیہ کے خلاف کوئی ہنگامہ کروا دیتی ہے‘‘۔

(روزنامہ جدید اردو رپورٹر بمبئی ۲۰ ر دسمبر ۱۹۸۴ء شمارہ ۲۲ جلد ۵)

یہ تو ہندوستان کے ایک اخبار کا تبصرہ ہے خود پاکستان میں اس بات کا مزید ثبوت یوں ملتا ہے کہ آج کی عیسائی دنیا خصوصاً پاکستان میں بسنے والے عیسائیوں کا موجودہ حکومت کی کوششوں کے متعلق اور جماعت احمدیہ کے خلاف پروپیگنڈے سے متعلق کیا تاثر ہے انہی کی زبان میں سنئے۔ محمد ہارون ایڈیٹر روز نامہ امروز لاہور اپنی 22 ر جون 1984ء کی اشاعت میں یہ خبر دیتا ہے:

’’لاہور ہائی کورٹ میں پاکستان نیشنل مسیحی کاشت کار پارٹی کے چیئرمین مسٹر پطرس گل کی رٹ 2 ر دسمبر 83ء کو دائر کی گئی تھی جس میں استدعا کی گئی ہے کہ مرزائیوں کے قادیانی اور لاہوری گروپوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے پاکستان کے مسیحیوں کو بچایا جائے اور حکومت کو حکم دیا جائے کہ وہ تمام مرزائیوں کو غیر پسندیدہ سیاسی پارٹی قرار دے کر ان کا تمام لٹریچر ضبط کرے اور ان کے تمام مراکز اور عبادت گاہوں کو بند کرے‘‘۔

تعجب ہے ان کو عدالت کی معرفت حکم دلوانے کی کیا ضرورت تھی یہ بات جو ان کی طرف سے شائع ہوئی یہی حکومت کے لئے حکم کا درجہ رکھتی تھی۔ چنانچہ بعینہٖ ان کی خواہش کے مطابق جماعت احمدیہ کے خلاف یہی کارروائی کی گئی جو عیسائی نمائندہ مسٹر پطرس گل صاحب چاہتے تھے۔ انہوں نے ہائی کورٹ میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو مقدمہ دائر کیا تھا اور عدالت سے یہ استدعا کی تھی کہ حکومت کو حکم دیا جائے کہ وہ احمدیوں کے خلاف اقدام کرے وہی کام حکومت نے احمدیوں کے خلاف کر کے دکھا دیا۔

چنانچہ حکومت نے جب یہ کارنامہ سرانجام دیا تو اس وقت پاکستان کے عیسائیوں کی طرف سے اس کا جو پر جوش خیر مقدم کیا گیا وہ بھی سن لیجئے:

''راولپنڈی ۳۰ راپریل پاکستان مائنارٹیز کونسل اور اصلاح معاشرہ کمیٹی کے چیئر مین چودھری سلیم اختر (یہ بڑے کٹر عیسائی ہیں۔ ناقل) نے مرزائیوں کے بارے میں صدر پاکستان کی طرف سے جاری شدہ حالیہ آرڈیننس کا پر جوش خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے جرأت مندانہ اقدام کر کے نہ صرف امت مسلمہ بلکہ پاکستان میں رہائش پذیر اقلیتی فرقوں کے دل بھی جیت لئے ہیں۔ چودھری سلیم اختر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ انگریزوں کے کاشتہ اس فرقے کی مذموم سرگرمیاں صرف اسلام کے ہی نہیں عیسائیت کی تعلیمات کے منافی بھی تھیں''

احمدیت کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دینے والے ذرا پھر اس عبارت کو پڑھیں۔ آج کے ایک دیسی عیسائی کو بھی بخوبی علم ہے کہ احمدیت عیسائیت کے خلاف ایک سنگین خطرہ ہے تو کیا سلطنت برطانیہ کو اس کا علم نہ ہو سکا کہ خود اپنے ہاتھوں ایسا پودا لگا دیا جو عیسائیت کو نابود کرنے والا ہو۔

''انگریزوں کے کاشتہ اس فرقے کی مذموم سرگرمیاں صرف اسلام کے ہی نہیں عیسائیت کی تعلیمات کے منافی بھی تھیں اور ان سے اسلام کے ساتھ ساتھ عیسائیت کو بھی شدید نقصان پہنچ رہا تھا''

دیسی عیسائی یہ کہہ رہا ہے ادھر یورپین عیسائی یہ کہہ رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے عیسائیت کو نقصان اور اسلام کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اسلام کے ہاتھ مضبوط ہو رہے ہیں۔ اسلام ایک عظیم الشان قوت بنتا چلا جا رہا ہے۔ آج کا یوروپین عیسائی پادری تو یہ کہہ رہا ہے کہ احمدیوں سے یورپ کی عیسائیت کو بھی خطرہ ہے اور افریقہ کی عیسائیت کو بھی خطرہ ہے لیکن چاپلوس لوگ بہر حال حکومت کا مزاج اور اس کی آنکھ، ناک دیکھ کر بات کرتے ہیں اس لئے یہ عیسائی چودھری ساتھ ساتھ یہ بھی رٹ لگائے جا رہا ہے کہ اسلام کو بھی خطرہ ہے (**نعوذ باللہ من ذٰلک**) اور اسلام کے ساتھ ساتھ عیسائیت کو بھی شدید نقصان پہنچ رہا تھا۔ بات یہیں پہ ختم نہیں ہو جاتی بلکہ لکھا ہے:

''چودھری سلیم اختر نے صدر مملکت سے اپیل کی ہے کہ مرزائیوں کے تمام لٹریچر کو خلاف قانون قرار دے کر ضبط کرنے کے بعد نذر آتش کر دیا جائے اور آئندہ اس کی اشاعت پر سخت ترین سزا دی جائے''۔

(روزنامہ جنگ لاہور یکم مئی ۱۹۸۴ء)

چنانچہ وہ تو صدر مملکت کو مبارک بادیں دے رہے ہیں میں سلیم اختر کو مبارک باد دیتا ہوں کہ صدر مملکت نے آپ کی خواہش اور احترام کے عین مطابق یہ کام کرنا شروع کر دیا ہے اور بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ کثرت کے ساتھ احمدیہ لٹریچر ضبط بھی ہو رہا ہے اور نذر آتش بھی کیا جا رہا ہے اور کثرت کے ساتھ ان احمدیوں کو جن کی تحویل سے یہ لٹریچر نکلتا ہے، کوتوال کے حوالے کیا جاتا ہے اور جیلوں میں ڈالا جاتا ہے اور صرف یہی نہیں کہ ضبط ہونے کے بعد اگر یہ لٹریچر اُن کے قبضہ سے نکلے تو پھر ان کو قید کیا جاتا ہے بلکہ ضبط ہونے سے پہلے بھی اگر وہ لٹریچر اُن کے قبضے میں ہو تو اس جرم میں بھی اُن کو قید کیا جاتا ہے کہ یہ لٹریچر ہمارے ضبط کرنے سے پہلے بھی تمہارے پاس کیوں تھا۔ تو سلیم اختر صاحب کے تصور سے بھی آگے بڑھ کر حکومت پاکستان بزعم خویش اسلام کی اور عیسائیوں کے اعتراف کے مطابق عیسائیت کی عظیم الشان خدمت میں مصروف ہے۔

پس یہ الزام بالبداہت غلط ہے کہ احمدیت نعوذ باللہ من ذلک انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے جو انگریزی حکومت نے اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر لگایا تھا۔ ظاہر ہے کہ استعماری طاقتوں کے مفادات کا تحفظ تو لوگ کر رہے ہیں جو عیسائیت کو فروغ دے رہے ہیں، جو عیسائیت کے مفاد کے لئے جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور جو ساری دنیا میں یہ اشتہار دے رہے ہیں کہ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا اس لئے ہم اسے اکھاڑنے کے لئے مامور کئے گئے ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو فی الحقیقت عیسائیت کے مفاد کی حفاظت کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں وہ کل بھی یہی لوگ تھے جو احمدیت پر الزام لگا رہے ہیں اور آج بھی یہی لوگ ہیں۔

بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک چور چوری کی سزا سے بچنے کے لئے کوتوال کا نام لے دیا کرتا ہے اور پکڑے جانے کے خوف سے کوتوال ہی کو ڈانتا ہے اور اسی کو چور بنایا کرتا ہے۔ چنانچہ اردو میں یہ محاورہ ہے کہ ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' اور بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک نوکر آقا بن جاتا

ہے اور آقا کے حقوق غصب کر کے اس پر حکومت کرنے لگتا ہے۔ وہ طاقتیں جو ملک کی بقاء کے تحفظ کی خاطر قائم کی جاتی ہیں اور جو اہل ملک کے ہاتھوں سے روٹی کھاتی ہیں اور اُن کے تحفظ کی قسمیں کھا کر عہدے حاصل کرتی ہیں بدقسمتی سے بعض ملکوں میں یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ کھاتی تو اپنے ملک کی روٹی ہیں لیکن آقا بن کر کھاتی ہیں نوکر بن کر نہیں کھاتیں اور اپنے آقا یعنی اہل ملک کو اپنا غلام بنا لیتی ہیں۔ دنیا میں ایسا تو ہوتا رہتا ہے بالکل اسی طرح یہ بھی کوئی تعجب کی بات نہیں کہ احمدیت جو اسلام کے دفاع کی خاطر ایک عظیم الشان تحریک ہے جسے خدا نے خود قائم فرمایا تھا اسے ایک بالکل برعکس صورت میں پیش کیا جائے اور پیش بھی ان لوگوں کی طرف سے کیا جائے درحقیقت جو خود اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھ میں ہمیشہ آلہ کار بنے رہے ہیں اور آج بھی آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ کسی کو اگر میری باتوں پر یقین نہ آئے اور میری باتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو وہ خود غیر احمدی علماء کے اقرار سے معلوم کر سکتا ہے کہ کون لوگ درحقیقت مختلف وقتوں میں استعماری طاقتوں کا آلہ کار بنتے آئے اور اس کا اعتراف کرتے رہے اور یہی نہیں بلکہ ملکی عدالتوں کی زبان سے سُنیں کہ اُن کے نزدیک وہ کون تھا جو اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھ میں ہمیشہ آلہ کار بنتا رہا ہے اور آج بھی بن رہا ہے مثلاً مجلس احرار ہے یہ دیوبندی اور اہل حدیث کا ایک ملغوبہ ہے جو ہمیشہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف آلہ کار بنی رہی ہے اور ہمیشہ ہی غیروں کے ہاتھ میں کھیلتی رہی ہے۔ اسلام دشمن اور پاکستان دشمن طاقتوں نے ہمیشہ اس کو استعمال کیا ہے۔

1935ء میں جب مسجد شہید گنج کے موقع پر لاکھوں مسلمان سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے اور لاہور کی گلیوں میں شہیدوں کا خون بہہ رہا تھا اُس وقت یہی احرار کا ٹولہ تھا جس نے مسلمانوں کے مفادات کو اپنے کانگرسی آقاؤں کی خاطر بیچ دیا۔ یہ وہی احرار تھے جنہوں نے انگریز گورنر کے ہاتھ پر مسلمانوں کے ایمان اور ان کی عزت کا سودا کیا اور عملاً مسجد ان کے ہاتھ پر بیچ دی اور پھر بڑی بے غیرتی کے ساتھ اخباروں میں یہ بیان دیا کہ مسجد کے شہید ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے ہم غلام قوم ہیں غلام قوموں کی مسجدیں کیسے آزاد ہو سکتی ہیں اس لئے کیا فرق پڑتا ہے اگر ہماری ایک مسجد غلام ہوگئی، ہم تو وہ قوم ہیں جو ساری کی ساری غلام ہے اس لئے کوئی فکر نہیں، سکھوں کو لینے دو اور اسے منہدم کرنے دو بعد میں آپ ہی واپس کر دیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہ وہ تحریرات ہیں جو چھپی ہوئی

موجود ہیں اور اُس زمانہ میں ہندوؤں نے بھی نہ صرف تسلیم کیا کہ اُن کے مفاد کی حفاظت کی خاطر احرار نے یہ قدم اُٹھایا تھا بلکہ کھلم کھلا اخبارات میں ان کے شکریے بھی ادا ہوئے۔ چنانچہ ’’بندے ماترم‘‘ جو ہندوؤں کا مشہور اخبار رہا ہے اور ہندوستان سے شائع ہوتا ہے اس نے 13 ؍اکتوبر 1935ء میں مجلس احرار کا ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا:

> ’’میں مجلس احرار کے کام سے بہت خوش ہوں اور انہیں مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے نہایت جرأت اور استقلال سے اپنے ہم مذہبوں سے بھی قوم اور ملک کے مفاد کی خاطر ٹکر لے لی۔ اور یہ سب سے بھاری قربانی ہے جو ہمارے احراری دوستوں نے سرانجام دی ہے۔ اور مجلس احرار یقیناً ملک کے شکریہ کی مُستحق ہے‘‘

یہ کل تک تو ہندوؤں کے شکریہ کی مستحق تھی مگر کیا پاکستان بننے کے بعد بھی شکریے کی مستحق ہے یا نہیں؟ یہ دیکھنے والی بات ہے کیونکہ مودودی صاحب تو یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ قیام پاکستان سے پہلے ہم نے جو زور لگانا تھا وہ تو لگا لیا لیکن جب پاکستان بن گیا تو ہم نے اس کو تسلیم کر لیا اس لئے اب ہماری گذشتہ غلطیاں معاف کرو لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ نہ احرار نے توبہ کی ہے اور نہ مودودیوں نے توبہ کی ہے۔ پس مجلس احرار ہو یا جماعت اسلامی یہ آج بھی ویسے ہی پاکستان کے دشمن ہیں جیسے کل تھے۔ چنانچہ 1953ء میں منیر انکوائری رپورٹ شائع ہوئی، اس کو پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ عدالت نے بار بار بڑے دکھ کے ساتھ اس قطعی رائے کا اظہار کیا ہے کہ ان لوگوں نے پاکستان کو نہ پہلے قبول کیا تھا نہ ہی آج قبول کرتے ہیں اور ان کی پاکستان دشمنی میں آج تک کوئی کمی نہیں آئی۔ چنانچہ فاضل جج لکھتے ہیں:

> ’’احرار کے رویے کے متعلق ہم نرم الفاظ استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کا طرز عمل بطور خاص مکروہ اور قابل نفرین تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے ایک دنیاوی مقصد کے لئے ایک مذہبی مسئلے کو استعمال کر کے اس مسئلہ کی توہین کی‘‘۔ (رپورٹ منیر انکوائری۔ تحقیقاتی عدالت صفحہ نمبر ۲۷۴)

ہمیشہ سے احرار کا یہی وطیرہ رہا ہے۔ پھر فاضل جج لکھتے ہیں:

> ’’مولوی محمد علی جالندھری نے 15 ؍فروری 1953ء کو لاہور میں

تقریر کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ احرار پاکستان کے مخالف تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔اس مقرر نے تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی پاکستان کے لئے پلیدستان کا لفظ استعمال کیا اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی تقریر میں کہا، پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے“۔

(رپورٹ ۔منیر انکوائری۔تحقیقاتی عدالت صفحہ ۲۷۴)

یہ ہے ان لوگوں کا کردار جو آج جماعت احمدیہ پر غیر ملکی طاقتوں کے ایجنٹ ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آج ایک عظیم اسلامی مملکت کی فوج پر مسلّط ہو چکے ہیں اور فوج پر انہی کا حکم چل رہا ہے۔ یہ وہ ہیں جو کل بھی پاکستان کے مخالف تھے پرسوں بھی مخالف تھے اور آج بھی مخالف ہیں۔ یہ وہی ہیں جو پاکستان کو پہلے بازاری عورت سمجھتے تھے اور آج بھی بازاری عورت سمجھ رہے ہیں اور پاکستان کے ساتھ بازاری عورتوں والا سلوک کر رہے ہیں۔ یہ ان کا کردار ہے یہ ان کی زبان ہے۔ کہ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والی مملکت کو انہوں نے بازاری عورت سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔

جہاں تک مسلمانوں کے مفاد کا تعلق ہے اس میں احراریوں کو کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ اُن کے طرز عمل اور ان کے طرز فکر کے نتیجے میں مسلمانوں پر کیا پتا ٹوٹتی ہے ان کے دل میں عالم اسلام کے لئے ایک ذرہ بھی رحم موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اسی عدالت جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے اس کے ججوں نے احراری مولویوں کے سامنے یہ مسئلہ خوب کھول کے رکھا اور کہا کہ تم تو یہاں غیر مسلموں کے انسانی حقوق اسلام کے نام پر تلف کرنے کے دعویدار ہو۔تم اس ملک کی چاردیواری میں حفاظت میں ہو جس کو تم نے ایک بازاری عورت کے طور پر قبول کر لیا ہے۔ اس ملک کی حفاظت کے برتے پر تم بڑے بڑے بول بول رہے ہو اور کہہ رہے ہو کہ بہت اچھا پاکستان بن گیا ہے تو اب غیر مسلموں کے لئے اس میں کوئی جگہ نہیں اور ہم ان کے تمام انسانی حقوق تلف کر لیں گے تو فاضل ججوں نے احراری مولویوں سے پوچھا:

”اگر ہم اسلامی دستور نافذ کریں گے تو پاکستان میں غیر مسلموں کا موقف کیا ہوگا۔ ممتاز علماء کی رائے یہ ہے کہ پاکستان کی اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کی حیثیت ذمّیوں کی سی ہوگی اور وہ پاکستان کے پورے شہری نہ ہوں

گے کیونکہ ان کو مسلمانوں کے مساوی حقوق حاصل نہیں ہوں گے۔ وضع قوانین میں اُن کی کوئی آواز نہ ہوگی۔ قانون کے نفاذ میں اُن کا کوئی حصہ نہ ہوگا اور انہیں سرکاری عہدوں پر فائز ہونے کا کوئی حق نہ ہوگا‘‘۔

(رپورٹ منیر انکوئری۔ تحقیقاتی عدالت صفحہ ۲۲۹)

مولانا حامد بدایوانی صاحب نے کہا کہ

’’پاکستان کے غیر مسلم نہ تو شہری ہوں گے نہ انہیں ذمیوں یا معاہدوں کی حیثیت حاصل ہوگی‘‘۔

اس پر فاضل ججوں نے یہ سوال کیا کہ اگر یہ بات درست ہے تو بتایئے کہ وہ مسلمان غریب جو ہندوستان میں بس رہے ہیں آپ کے نزدیک اُن سے اگر یہی سلوک ہندوستان کی حکومت کرے اور منو کی شریعت اُن پر نافذ کرنے کی کوشش کرے تو ان کو اس کا حق ہوگا یا نہیں؟ اس پر جمعیۃ العلماء پاکستان کے صدر محمد احمد صاحب قادری نے یہ جواب دیا:

’’ہندوؤں کو جو ہندوستان میں اکثریت رکھتے ہیں ہندو دھرم کے ماتحت مملکت قائم کرنے کا حق ہے اور اگر اس نظام حکومت میں منوشاستر کے ماتحت مسلمانوں سے ملیچھ یا شودروں کا سا سلوک کریں تو اُن پر مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا‘‘۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ نمبر ۲۴۵)

گویا ہندوستان میں جب مسلمانوں کا قتل عام ہو یا فلسطین میں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا جائے یا دنیا کے دوسرے ممالک میں مسلمانوں پر قیامت توڑی جائے تو مسلمان کہلانے والے ان مولویوں کی زبان سے آپ کوئی ایسا کلمہ نہیں سنیں گے جس سے اظہار غم تو درکنار انسانی دُکھ کا احساس ہی جھلکتا ہو۔ یہ لوگ کبھی ایک لفظ بھی نہیں بولے کہ انہیں دوسرے ممالک میں مسلمانوں کے مصائب سے تکلیف ہوئی ہے اور ہندوستان میں مسلمانوں سے جو کچھ ہوتا ہے اس سے بھی بے نیاز ہیں کیونکہ خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جب ہم پاکستان میں غیر مسلموں سے یہ سلوک کر رہے ہیں تو ظاہر بات ہے کہ غیر مسلموں کا بھی یہ حق ہے کہ وہ اپنے ملک میں مسلمانوں پر مظالم توڑیں پس جہاں ہمارا زور چلے گا ہم زور لگائیں گے اور جہاں ہندوؤں کا مسلمانوں کے خلاف زور

چل سکتا ہے بے شک چلتا رہے ہمیں اس کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں۔

مولانا مودودی صاحب سے بھی عدالت میں یہی سوال کیا گیا جس کے جواب میں انہوں نے کہا:

''یقیناً مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ حکومت کے اس نظام میں مسلمانوں سے ملیچھوں اور شودروں کا سا سلوک کیا جائے۔ ان پر منو کے قوانین کا اطلاق کیا جائے اور انہیں حکومت میں حصہ اور شہریت کے حقوق قطعاً نہ دیئے جائیں''۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ نمبر ۲۴۵)

سوال یہ ہے کہ غیر ملکوں اور غیر طاقتوں کے یہ لوگ ایجنٹ ہیں یا ہم ہیں جنہوں نے ہمیشہ مسلمان کے ہر خطرہ مین صف اوّل میں قربانیاں پیش کی ہیں۔ عالم اسلام میں کہیں بھی مسلمانوں کو کوئی دکھ اور تکلیف پہنچے تو اس کے نتیجہ میں سب سے زیادہ چوٹ احمدی کے دل پر پڑتی ہے۔ مولویوں کا تو یہ حال ہے کہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمان جو پاکستان کی کل آبادی سے بھی زیادہ تعداد میں ہیں اُن کے متعلق کہتے ہیں ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا ہمارے کانون پر جوں تک نہیں رینگے گی، ہماری کوئی رگ حمیت نہیں پھڑکے گی، ہمارا دل نہیں جلے گا، ہمارا جگر خون نہیں ہوگا۔ امت محمدیہ کی طرف منسوب ہونے والوں پر ظلم سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی چاہے ان سے غیر ہندوؤں کے متعلق منوشاستر والا سلوک کیا جائے۔ اور سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے تو اعداد و شمار بھی ظاہر کئے جو اُن کے نزدیک غیر مسلم مما لک میں مسلمانوں کے ہیں۔ چنانچہ جج طنزیہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے اعداد و شمار نہیں یہ ان کے جمع کردہ اعداد و شمار ہیں لیکن اس سے اس بات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی کتنی بڑی تعداد ہے جو غیر مسلم طاقتوں کے نیچے بس رہی ہے اور اُن سے کیا سلوک ہوگا اس رویہ کے نتیجہ میں جو مسلمان مملکتوں میں غیر مسلموں سے روا رکھا جائے گا۔ چنانچہ اس ضمن میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کہتے ہیں:

''باقی 64 کروڑ کو اپنی تقدیر کا خود فیصلہ کرنا چاہئے''

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ ۳۲۳)

کہ ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہم تو انسانی حقوق غصب کرنے کے لئے مامور کئے

گئے ہیں ہم تو غصب کریں گے چاہے اس کے نتیجہ میں کروڑوں مسلمانوں کو، غیر مسلم حکومتوں میں ظلم و ستم کا نشانہ ہی کیوں نہ بننا پڑے۔

اب منو کے قوانین سن لیجئے وہ کیا ہیں جن کے متعلق مولوی مودودی، عطاء اللہ شاہ بخاری اور حامد بدایونی صاحب کہتے ہیں کہ مسلمانوں پر بے شک منوشاستر کے قوانین چلیں انہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ منوجی ویدوں کی رو سے فرماتے ہیں کہ:

> ’’اگر رذیل کی دختر سے کوئی شریف برہمن وغیرہ زنا کر بیٹھے تو کوئی دوش کی بات نہیں اور کسی قسم کا مواخذہ نہیں‘‘

یعنی غیر ہندو یا چھوٹی ذات والا رذیل کہلاتا ہے ان کی عورتوں کی برہمن بے حرمتی کرے تو کہتے ہیں کوئی دوش کی بات نہیں اور اُن سے کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوگا اور ادھر مولوی مودودی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور حامد بدایونی یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر مسلمان عورتوں سے ہندوستان میں یہ سلوک ہوتو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا، ہمارے دل کی دھڑکن تیز نہیں ہوگی اور خُون تو درکنار ہم دو آنسو تک نہ بہائیں گے۔ حیف در حیف کہ امت محمدیہ کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی اتنی بھی غیرت ان مولویوں کے دلوں میں نہیں بلکہ ان کا جذبہ اسلام تو بس یہیں تک ہے کہ احمدیوں کی جان، مال اور عزت کے درپے ہو جائیں۔

منوجی کی زبان میں مزید سنئے۔ شلوک نمبر ۳۸۰، ۳۸۱ میں لکھا ہے:

> ’’برہمن خواہ کتنے ہی بڑے جرم کا مرتکب ہو ہرگز قتل نہ ہونا چاہئے۔ برہمن کے قتل کے برابر کوئی گناہ نہیں۔ برہمن نیچ ذات کی لڑکی کو اپنی زوجیت میں لاسکتا ہے اور اگر کسی نیچ ذات کے پاس سونا چاندی یا خوبصورت چیز ہوتو برہمن انہیں اپنے تصرف میں لاسکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی نیچ ذات ایسا فعل کرے تو جلتے ہوئے لوہے کی چادر پر جلا کر مارا جائے۔ ایسا ہی اگر برہمن کسی شودر کو وید پڑھتا ہوا سن پائے تو اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سکہ اور جلتی ہوئی موم بتی ڈالی جائے‘‘۔

آج کل پاکستان میں جو شریعت نافذ کی جارہی ہے وہ قرآن کریم سے تو نہیں لی گئی کیونکہ

قرآن کریم تو ایک نہایت ہی حسین اور پر حکمت کتاب ہے جو شرف انسانی کو قائم کرتی ہے، انسانی مساوات کی علمبردار ہے اور رحمت اور رأفت کی تعلیم دیتی ہے۔ اس میں تو انسان کے بنیادی حقوق کو تلف کرنے کی ایسی کوئی تعلیم نہیں لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ منوجی سے شریعت لے لی ہے اور اب یہ لوگ منو کی تعلیم کو وہاں مسلمانوں کے خلاف اور یہاں بھی مسلمانوں کے خلاف نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

منوجی کے قوانین میں پھر یہ بھی لکھا ہے:

> ''(اونچی ذات کا ہندو اگر) اپنی حاجت کی چیزیں کسی ویش یا شودر کے گھر سے خود چرالے یا چوری کروالے۔ بادشاہ کو ایسے مظلوم کی فریاد کو نہیں پہنچنا چاہئے۔ شودر کی مکتی اسی میں ہے کہ برہمن کی خدمت کیا کرے اور سب کام بے فائدہ ہیں۔ نیچ ذات کو روپیہ جمع کرنے کی اجازت نہیں مبادا وہ مالدار ہو کر اونچی ذات کے لوگوں پر حکم کرے''۔
>
> (منوسمرتی اُدھیائے ۸ شلوک ۳۸۰، ۳۸۱)

اب دیکھ لیجئے کہ عیسائیوں کے ایجنٹ کون ہیں اور ہندوؤں کا ایجنٹ کون ہے اور غیر مذاہب اور غیر طاقتوں کا ایجنٹ کون ہے۔ مسجدیں بیچ کر کھا جانے والے علماء کا یہ ٹولہ مسلمان عورتوں کی عزت و ناموس سے ایسے بے پرواہ کہ ان پر کسی قسم کا بھی ظلم ہو یہ کہتے ہیں ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے استعماری طاقتوں کی شہہ پر نہتے فلسطینیوں پر گولیاں چلانے سے دریغ نہیں کیا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ اسلام کے مقابل پر عیسائیت کی تائید کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو ثابت کرنے کے لئے صدیوں سے وقف ہوئے پڑے ہیں۔ پس استعماری طاقتوں اور اسلام دشمن تحریکوں کے ایجنٹ یہ لوگ ہیں یا جماعت احمدیہ ہے جس نے ہمیشہ اسلام کی برتری اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کے جھنڈے کو سر بلند کرنے کے لئے اپنی ہر چیز داؤ پر لگا رکھی ہے اور اسلام کی خاطر ہر قربانی کے لئے کبھی ایک لحظہ کے لئے تردد اختیار نہیں کیا۔ ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ بیچارے وہ مسلمان جن کو خود بھی مسلمان تسلیم کرتے ہیں اُن پر انتہائی مظالم ہو رہے ہوں تب بھی ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا، لیکن اس کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن پر الزام لگاتے ہوئے اور گند اچھالتے ہوئے ان کی زبانیں نہیں تھکتیں اُن کے دل کی یہ کیفیت تھی کہ

اپنے شدید ترین دشمنوں کے متعلق بھی جو اسلام کے نام لیوا اور مسلمان ہونے کے دعویدار تھے فرماتے ہیں۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعویٔ حب پیمبرم

فرمایا یہ لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں مجھے کافر اور مرتد قرار دیتے ہیں اور بھی نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں ان کے نزدیک میرا خون مباح ہو گیا ہے، میرے ماننے والوں کا خون مباح ہو گیا ہے۔ان کے نزدیک نہ ہماری عزت کی کوئی قیمت ہے نہ ہمارے مال کی کوئی قیمت ہے، نہ ہماری جان کی کوئی قیمت ہے پھر بھی اے خدا! مَیں ان پر بھی بددعا نہیں کرتا، کیوں بددعا نہیں کرتا اس لئے کہ میرے محبوب آقا محمد مصطفی ﷺ کی محبت کے دعویدار ہیں۔ یہ جھوٹے ہی سہی، ان کا کردار کیسا ہی بگڑ چکا ہے۔ان کے ایمان میں کیسے ہی رخنے پڑ چکے ہیں مگر اے میرے دل! تو ہمیشہ اس بات کی لاج رکھنا کہ یہ لوگ میرے محبوب، میرے آقا، میری محبتوں کے مرکز ومنتہاء محمد مصطفی ﷺ کے نام لیوا اور آپؐ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اس لئے ان کے خلاف کبھی بدُعا نہیں کرنی۔

پس یہ کیسی عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کے لئے گداز دل رکھنے والا یہ وجود اور اس کی جماعت تو نعوذ باللہ من ذالک اسلام کے غدار ہیں لیکن مولویوں کا یہ ٹولہ ہے جو بزعم خویش اسلام کے ہمدرد، اسلام کی خاطر لڑنے والے اور اسلام کے مجاہدین بنے پھرتے ہیں یہ اسلام کے خیر خواہ ہیں۔ آخر وہ کون سا کردار ہے جسے یہ لوگ قیامت کے دن خدا کے حضور پیش کریں گے اور بتائیں گے کہ انہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے اور اس کے دفاع میں یہ یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا۔

کل تک صورتِ حال مختلف تھی اُس وقت ابھی مسلمان علماء اور مفکرین میں حق بات کہنے کی جرأت تھی حق بات کہنے سے وہ شرمایا نہیں کرتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کبھی مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کے قلم سے بھی یہ بات نکل جاتی تھی کہ اسلام کے دفاع میں سب سے زیادہ شاندار لڑنے والا اگر کوئی پیدا ہوا ہے تو وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ مرزا صاحب کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے لیکن مولوی نور محمد صاحب نقش بندی کا جو حوالہ میں نے پڑھا ہے وہ تو دعویٰ سے پہلے کی بات نہیں وہ تو دعویٔ مسیحیت کے بہت بعد کی تحریر ہے۔

ایک اور تحریر بھی اس ضمن میں قابل ذکر ہے جو ایک مشہور مسلمان عالم دین اور سیاسی

شخصیت کی ہے، اسے میں پڑھ کر سناتا ہوں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا مقصد کیا تھا اور اس کو آپ نے کس طریق پر حاصل کیا۔ یہ تحریر مولانا ابوالکلام آزاد کی ہے وہ کہتے ہیں:

"۔۔۔۔۔۔غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا"۔

(اخبار وکیل امرتسر جون ۱۹۰۸ء۔ اخبار ملت لاہور 7 جنوری 1911ء)

پس آج میں مسلمانان پاکستان کو اور مسلمانان عالم کو مولانا ابوالکلام آزاد کے اس حسن ظن کی یاد دلاتا ہوں اور میں تمہیں یہ یاد دلاتا ہوں کہ یہ تمہارا ہی ایک بہت بڑا رہنما ہے جس نے تم سے یہ حسن ظن رکھا تھا اور اس کا برملا اظہار کیا تھا اور یہ سمجھ کر کیا تھا کہ اگر تمہاری رگوں میں اسلام کی حمیت اور غیرت موجود ہے اور اگر تمہاری رگوں میں اسلام کی حمایت کا زندہ خون دوڑ رہا ہے تو جب تک یہ خون زندہ رہے گا اُس وقت تک حضرت مرزا صاحب کی اسلام کی خدمات کے اعتراف کرنے پر تم اپنے آپ کو مجبور پاؤ گے۔ تمہاری زبانیں یہ تسلیم کرنے پر مجبور کر دی جائینگی کہ اسلام کے دفاع میں حضرت مرزا صاحب نے جو خدمات سرانجام دی ہیں ویسی خدمات کسی اور جگہ تمہیں نظر نہیں آئیں گی۔ جب تک تمہارا حمایت اسلام کا جذبہ تمہارے شعار قومی کا عنوان رہے گا اُس وقت تک مولانا ابوالکلام آزاد کے نزدیک تم حضرت مرزا صاحب کے متعلق یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گے کہ مسلمانوں کی طرف سے عیسائیت کے خلاف جو کامیاب جہاد کیا گیا ہے وہ قادیان میں پیدا ہونے والے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا ہے اور صف اوّل میں رہ کر کیا ہے۔ آپ اُن مجاہدین اسلام میں سے ہیں جو سب سے آگے بڑھ کر دشمنانِ اسلام پر حملہ کرنے والے تھے۔

پس میں اپنے مسلمان بھائیوں سے پوچھتا ہوں اور ہر احمدی ان سے پوچھنے کا یہ حق رکھتا ہے کہ وہ زندہ خون کہاں گیا، اس اسلامی حمیت و غیرت پر کیا بنی کہ آج تم بالکل الٹ باتیں کر رہے

ہو۔عیسائیت کے مقابل پر اسلام کے اس بطل جلیل کے خلاف آج تم یہ الزام لگا رہے ہو کہ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے، عیسائیت نے اپنے مفاد کی خاطر اس پودے کی آبیاری کی تھی۔ کہاں گئیں تمہاری وہ غیرتیں! کہاں گیا تمہارا وہ زندہ خون کبھی غور تو کرو اور سوچو تو سہی کہ یہ خون کس نے چوس لیا ہے۔ بسا اوقات ایک Vampire یعنی ایسی چمگادڑ کے قصے سننے میں آتے ہیں جو سوتے ہوئے انسان کی رگوں کے ساتھ چمٹ کر اس کا خون چوس لیا کرتی ہے، وہ انسان کی گردن میں اپنے پنجے پیوست کر کے اپنے دانت اس کی رگ جان میں گاڑ کر انسان کا خون چوس لیتی ہے۔ تو وہ کون سی چمگادڑ ہے وہ کون سی ظالم Vampire ہے جس نے آج تمہاری رگوں میں اپنے دانت گاڑے ہوئے ہیں اور اسلامی حمیت کا خون چوس رہی ہے اور تمہیں اس کا احساس ہی نہیں ہو رہا۔

اگر آج بھی تمہاری رگوں میں اسلامی غیرت و حمیت کا زندہ خون دوڑ رہا ہوتا تو جیسا کہ مولانا ابوالکلام آزادؔ نے فرمایا ہے خدا کی قسم تم حضرت مرزا صاحب پر لعنتیں بھیجنے کی بجائے ہمیشہ سلامتی بھیجتے چلے جاتے۔ تم ہمیشہ داد تحسین پیش کرتے چلے جاتے اسلام کے اس بطل جلیل کو جس نے اپنی جان، اپنی عزت، اپنے مال، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ سب کچھ اسلام کے نام پر قربان کر دیا اور صرف ایک امید لے کر اٹھا صرف ایک امید لے کر جیا اور صرف ایک امید کے پورا ہونے کی آرزو لئے دنیا سے رخصت ہوا کہ کاش دنیا سے عیسائیت کی تعلیم ہمیشہ کے لئے مٹا دی جائے۔ ایک ہی تعلیم ہو اور وہ میرے آقا و مولا محمد مصطفی ﷺ کی تعلیم ہو اور ایک ہی کتاب ہو جو میرے آقا و مولا محمد مصطفی ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب ہو اور ایک ہی رسول ہو جو عزت سے یاد کیا جائے یعنی محمد عربی ﷺ ۔ مگر آج یہ تمہارے نزدیک اسلام کا سب سے بڑا غدار ہے اور وہ تم ہاں تم جو مسلمانوں کی رگ حمیت کا خون چوس رہے ہو بزعم خویش اسلام کے بطل جلیل بن کر دُنیا کے سامنے پیش ہو رہے ہو۔ خدا کی قسم تمہارا یہ دھوکا نہیں چلے گا ہم تمہارا دھوکا نہیں چلنے دیں گے۔ ہم دنیا کو دکھا کر چھوڑیں گے کہ غدار کون ہے اور اسلام کا مجاہد اوّل کون!